قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (ال عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 05 جنوری 2023ء | 12 جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 05 صلح 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 04

ارشاد باری تعالیٰ

كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۳۲﴾

(الاعراف: 32)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

فرمان خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام کسی بھی طرف جھکاؤ سے منع کرتا ہے۔ اپنا اُسوۂ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ نہ افراط کرو نہ تفریط کرو۔ آخر میں جو فرمایا کہ جو میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی وارننگ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شادی صرف خوشی کا نام ہے اور اس میں ہر طرح جو مرضی کرلو کوئی حرج نہیں۔ تو آپ نے یہ کہہ کر کہ جو میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یعنی افراط کرنے والوں کو بھی بتادیا کہ لغویات سے بچنا نیکیوں کو قائم کرنا بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنا میری سنت ہے اس لئے تم بھی نیکیوں پر چلنے کی اور لغویات سے بچنے کی، لہو ولعب سے بچنے کی میری سنت پر عمل کرو۔ بعض لوگ بعض شادی والے گھر جہاں شادیاں ہو رہی ہوں دوسروں کی باتوں میں آکر یا ضد کی وجہ سے یا دکھاوے کی وجہ سے کہ فلاں نے بھی اس طرح گانے گائے تھے، فلاں نے بھی یہی کیا تھا، تو ہم بھی کریں گے اپنی نیکیوں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے بھی ہر احمدی کو بچنا چاہئے۔ فلاں نے اگر کیا تھا تو اس نے اپنا حساب دینا ہے اور تم نے اپنا حساب دینا ہے۔ اگر دوسرے نے یہ حرکت کی تھی اور پتہ نہیں لگا اور نظام کی پکڑ سے بھی بچ گیا تو ضروری نہیں کہ تم بھی بچ جاؤ۔ تو سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سب کام کرنے ہیں یا نیکیاں کرنی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی ہیں، وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہر اس چیز سے بچنا ہوگا جو دین میں برائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔

(خطبہ جمعہ 25 نومبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسولؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ پڑھ لے۔

(ترمذی کتاب الاطعمة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

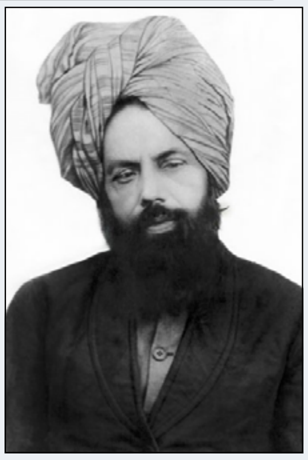

جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے

واضح ہو کہ قرآن شریف کے رو سے انسان کی طبعی حالتوں کو اس کی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے نہایت ہی شدید تعلقات واقع ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کے کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر کرتے ہیں... اسی واسطے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کی اغراض اور خشوع خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے۔

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 319)

اس شمارہ میں

- پروفیسر چودھری محمد علی صاحب مضطر عارفی (منظوم)
- اگر بارش کے یہ قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے
- حضرت مولوی فتح محمد خان لدھیانویؓ
- آؤ اُردو سیکھیں
- حاصل مطالعہ
- دین الحجائز ہی انسان کو ٹھوکروں سے بچاتا ہے

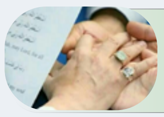

دربارِ خلافت

ہمیں اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے

اپنے نفس سے بعض سوالات کرنے کی تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنوں اور غیروں سب کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے گریز کرتے رہے ہیں؟ کیا ہمارے ہاتھ اور ہماری زبانیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچی رہی ہیں؟ کیا ہم عفو اور درگذر سے کام لیتے رہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری ہمارا امتیاز رہا ہے۔ کیا خوشی غمی تنگی اور آسائش ہر حالت میں ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا کا تعلق رکھتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کبھی کوئی شکوہ تو نہیں پیدا ہوا کہ میری دعائیں کیوں قبول نہیں کی گئیں یا مجھے اس تکلیف میں کیوں مبتلا کیا گیا۔ اگر یہ شکوہ ہے تو کوئی انسان مومن نہیں رہ سکتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر قسم کی رسوم اور ہوا و ہوس کی باتوں سے ہم نے پوری طرح بچنے کی کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رسوم اور بدعات تمہیں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں ان سے بچو۔

(سنن الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع حدیث 2676)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور ارشادات کو ہم مکمل طور پر اختیار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ کیا تکبر اور نخوت کو ہم نے مکمل طور پر چھوڑا ہے یا اس کے چھوڑنے کے لئے کوشش کی ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑی بلا تکبر اور نخوت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متکبر جنت میں داخل نہیں ہو گا اور تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا ان کار کرے۔ لوگوں کو ذلیل سمجھے۔ ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ حدیث 91)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے خوش خُلقی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے؟ کیا ہم نے حلیمی اور مسکینی کو اپنانے کی کوشش کی ہے؟ مسکینوں کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ۔ مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے مسکینوں کے گروہ میں ہی اٹھانا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب مجالسۃ الفقراء حدیث 4126)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت وعظمت قائم کرنے والا بنتا رہا ہے؟ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد جو ہم اکثر دہراتے ہیں صرف کھوکھلا عہد تو نہیں رہا۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کی محبت میں ہم نے اس حد تک بڑھنے کی کوشش کی ہے کہ اپنے مال پر اس کو فوقیت دی۔ اپنی عزت پر اس کو فوقیت دی اور اپنی اولاد سے زیادہ اسے عزیز اور پیارا سمجھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے دین اسلام دے کر بھیجا ہے اور اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو۔ دوسرے معبودوں سے دستکش ہو جاؤ۔ نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔

(کنزالعمال جلد 1 صفحہ 152 کتاب الایمان والاسلام من قسم الافعال، فی فصل الثانی، فی حقیقۃ الاسلام حدیث نمبر 1378 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004)

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں یا کرتے رہے ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔

(المعجم الاوسط جزء 4 صفحہ 153 من اسمہ محمد حدیث نمبر 5541 دار الفکر عمان 1999ء)

پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

پھر یہ سوال ہے کہ کیا یہ دعا کرتے رہے اور اپنے بچوں کو بھی نصیحت کرتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کے معیار ہمیشہ ہم میں قائم رہیں۔ ہم ہمیشہ آپ کی اطاعت کرتے رہیں۔ اعلیٰ معیاروں کے ساتھ اور اس میں بڑھتے بھی رہیں۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اخوّت اور اطاعت اس حد تک بڑھایا ہے کہ باقی تمام دنیوی رشتے اس کے سامنے ہیچ ہو جائیں، معمولی سمجھے جانے لگیں۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کے تعلق میں قائم رہنے اور بڑھنے کی دعا سال کے دوران کرتے رہے؟ کیا اپنے بچوں کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے اور وفا کا تعلق رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے اور اس کے لئے دعا کرتے رہے کہ ان میں یہ توجہ پیدا ہو؟

پھر سوال یہ ہے کہ کیا خلیفہ وقت اور جماعت کے لئے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے۔؟

اگر تو اکثر سوالوں کے مثبت جواب کے ساتھ یہ سال گزرا ہے تو کچھ کمزوریاں رہنے کے باوجود ہم نے بہت کچھ پایا۔ جتنے سوال مَیں نے اٹھائے ہیں اگر زیادہ جواب نفی میں ہے تو پھر قابل فکر حالت ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 30/ دسمبر 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چودھری محمد علی مضطرؔ مرحوم

مجسم با وفا ہو کر گزاری زندگی تُو نے
بہت حسرت رہی یہ راز تجھ سے دلبرا! سیکھیں

خلافت کے ہی سایہ میں کٹی ہے زندگی تیری
تڑپ تیری کہ سب یاں سے ادائے دلربا سیکھیں

معلم تُو مثالی تھا، ادب تیرا نمایاں تھا
سخن گوئی اگر سیکھیں تو تجھ سے بر ملا سیکھیں

جنہیں تو نے سکھایا تھا کھلاڑی وہ رہے فاتح
عجب تیری ادائیں تھیں کہ تجھ سے رہنما سیکھیں

تُو اپنی ذات میں تنہا نہیں تھا انجمن پیارے!
تری ان خصلتوں سے کاش! ہم بھی تو ذرا سیکھیں

ترے مرقد سے بھی آتی ہے روز و شب صدا پیارے
جو مقصد زیست کا چاہیں وہ آدابِ فنا سیکھیں

نہ بھولیں گے ترے پیغام کو ہم عمر بھر پیارے
ترے درجات ہوں اونچے، تری ہم ہر ادا سیکھیں

خدایا! دے ہمیں توفیق ایسی رہ پہ چلنے کی
تری مرضی کی راہ پر ہم بھی چلنا، اے خدا! سیکھیں

منیر ناتواں کی کاش! یہ حسرت بھی پوری ہو
کہ جیسی چاہتا تھا تُو وہی ہم بھی ہدیٰ سیکھیں

(منیر باجوہ۔ ہمبرگ جرمنی)

اداریہ

اگر بارش کے یہ قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے

(الہام مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

ایک بار میرے جی میں آیا کہ اللہ نے جو انعام مجھ پر کئے ہیں۔ان پر ایک کتاب لکھوں۔اس ارادے کی تکمیل کرنے لگا تو کشف میں دیکھا۔ زور سے بارش ہو رہی ہے اور اللہ مجھے فرماتا ہے کہ اگر یہ قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے۔تب میں نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 7 صفحہ 310)

الفضل اپنی ذات میں قارئین کے ازدیادِ ایمان و علم کا باعث بنتا ہے۔جو ایک نعمتِ خداوندی سے کم نہیں۔اس حوالے سے مجھے بھی اپنا جائزہ لینے کا موقع ملتا رہتا ہے۔محاسبہ ہوتا رہتا ہے اور بہتری کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش رہتی ہے۔ابھی چند دن کی بات ہے کہ مکرمہ امۃ الباری ناصر آف امریکہ کا بھجوایا ہوا مضمون ''ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام'' قسط نمبر 6 کو بغرض پروف پڑھنے کا موقع ملا۔جس میں بارانِ رحمت اور اس کے لیے دعاؤں کا مضمون بیان ہوا ہے۔

اس مضمون میں اللہ تعالیٰ کے انسان پر ہونے والے احسانات،انعامات اور فضل تحریر میں لانے کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ اگر بارش کے قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن لو۔

یہ صوفیانہ مضمون اتنا گہرا اور لطیف ہے کہ ہر کسی کے بس میں نہیں۔ وگرنہ ریا اور دکھاوا تو آڑے آ ہی جاتا ہے۔انسان کی زندگی خدا تعالیٰ کے انعامات اور فیوض سے بھری پڑی ہے۔انسان کی پیدائش ایک صحیح سالم حیثیت میں ہونا ایک بہت بڑا انعامِ خداوندی ہے۔صحیح سالم اعضاء انسانی خود اپنی ذات میں انعامِ خداوندی سے کم نہیں ہیں۔ان اعضاء کی موجودگی کا کسی ایسے شخص سے پوچھ کر دیکھیں جو ان میں سے کسی عضو سے محروم ہے۔وہ اندھا ہو سکتا ہے،وہ گونگا ہو سکتا ہے،وہ بہرہ بھی ہو سکتا ہے۔جس اذیت سے یہ لوگ گزر رہے ہوتے ہیں وہ بیان سے باہر ہے۔

پھر پیدائش کے وقت ماں باپ کا ہونا بھی ایک نعمت ہے ورنہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی بسا اوقات ماں اس دنیا سے کوچ کر جاتی ہے اور وہ یتیمی مسکینی کی حالت میں نشو و نما پانے لگتا ہے۔یتیمی اور مسکینی کا صدمہ ان سے پوچھیں جو اس درد سے گزر رہے ہیں۔بچہ بڑا ہونے لگتا ہے۔ والدین اس کی نشو نما کرتے۔پڑھاتے لکھاتے اور اس کو عظیم انسان بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔پھر اہل وعیال والا ہو جاتا ہے۔دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہوتا ہے دینی لحاظ سے وہ متدین انسان بن جاتا ہے اور پھر خاتمہ بالخیر بھی ہوتا ہے تو یہ تمام نعماء الٰہی ہیں۔جن کو انسان گننے کی کوشش کرے تو یہ اسی طرح ناممکن ہے جس طرح بارش کے قطرات کا شمار۔بارش بھی ایک رحمت ہوتی ہے۔اس کے عذاب سے بچنے کے لیے دعا کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی برسات بھی ایک بارش ہے۔جس کے قطرے گن تو نہ سکے لیکن شکرِ الٰہی تو ہر صورت میں انسان پر واجب ہے اور کروٹ کروٹ ہر نعمت پر شکرِ خداوندی کرنا انسان پر فرض ہے اور سب سے بہتر شکرِ خداوندی الحمدللہ رب العالمین کہنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم میں یہ مضمون بیان کیا ہے کہ انسان پر جب نعماء بارش کی طرح برس رہی ہوتی ہیں اس وقت انسان کو اللہ یاد نہیں آتا اور جب یہ نعما چھین لی جاتی ہیں یا کم ہو جاتی ہیں یا کسی مشکل میں انسان آ جاتا ہے تو پھر اپنے اللہ کی طرف جھکتا اور اس سے مانگتا ہے۔

اس کے مقابل پر ایک اور مضمون ''وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ'' میں بیان ہوا ہے کہ اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کا شمار کیا کرو۔اسی لیے بعض نثر نگار مضامین لکھ کر شکرِ خداوندی کا اظہار کرتے ہیں اور بعض اپنی زندگی پر کتاب لکھ جاتے ہیں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے،صاف ستھرے اجلے کپڑے پہن کر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا اظہار کیا کرو۔ کنجوسی سے کام نہیں لینا چاہیے۔صاف ستھرا رہ کر اپنی بساط کے مطابق زندگی بسر کرنا اور اللہ کی نعمتوں کو ظاہر کرنا بھی ایک اسلامی تعلیم ہے ہر دو کا نتیجہ یہی ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں تلے دبا ہوتا ہے۔اسی خدا کا وہ مرہونِ منت ہوتا ہے۔جس کے لیے اسے خدائے وحدہ لاشریک کا شکر ادا کرنا ضروری ہے تا ''لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ'' کے اصول کے مطابق اسے مزید نعمتوں سے نوازا جائے۔شکر کے موضوع پر خاکسار بہت سے آرٹیکلز لکھ چکا ہے جو منظر عام پر آ چکے ہیں۔جن میں شکرِ خداوندی کی تمام اسلامی تعلیم،اس کے نتائج اور برکات کا ذکر موجود ہے۔شکر کرنے کے تو کئی انداز ہو سکتے ہیں۔ایک دن ایک بزرگ جمعہ کے روز مسجد مبارک میں میرے ساتھ کرسیوں پر بیٹھ گئے اور چند سیکنڈ اپنے سانس کے ساتھ سانس ملا کر کہنے لگے۔شکرانے کے دو نفل پڑھ لوں جو آج مسجد مبارک میں حضور کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے کی توفیق دے رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''جب ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں تو یہ صرف سادہ شکر گزاری نہیں ہے بلکہ اس بات کا اقرار ہے کہ ایک تو اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سامان بہم پہنچائے پھر ہماری محنت یا کوشش جو بھی ہم نے کی اور جس حد تک کی اس کو نوازتے ہوئے ہماری دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اس کے پھل عطا فرمائے اور پھر صرف یہی نہیں کہ اس حد تک انعامات اور فضلوں سے نوازا جس قدر ہماری محنت اور دعا تھی بلکہ جہاں جہاں ہماری کوششوں میں کمیاں رہ گئیں،ہماری دعاؤں میں کمی رہ گئی،اس کی اصلاح کرتے ہوئے اس کے بہترین اور خوبصورت اور احسن ترین نتائج بھی پیدا فرمائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری معمولی انسانوں کی شکر گزاری کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کی حمد کرتے ہوئے کہ ہماری پردہ پوشی فرمائی ہے کمیوں کو دور کیا اور نہ صرف یہ کہ پردہ پوشی فرمائی بلکہ خود ہی ان کی اصلاح کرتے ہوئے ان کوششوں کے معیار بھی بہتر کر دیئے اور اتنے بہتر کر دیئے کہ انسانی کوششوں سے وہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے۔پس جب ہم اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کریں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو خوشخبری دیتا ہے کہ تم میری حمد اور شکر گزاری کی گہرائی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے،میرے شکر گزار بنتے ہوئے،جو اچھے نتائج تم نے حاصل کئے ہیں انہیں میری طرف منسوب کرتے ہوئے جب اپنی سوچوں کے دائرے اس طرح چلاتے ہو تو پھر ایسے لوگوں کو میں نوازتا ہوں۔پس یہ اللہ تعالیٰ کی حمد کا مضمون اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، طاقتوں اور تمام صفات کا ادراک پیدا کرنے والا ہے جسے ہمیں سمجھنے کی اور ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔''

اب ہم اللہ کی دی ہوئی توفیق سے نئے سال میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہمیں اپنے اوپر گزشتہ سال میں اللہ تعالیٰ کے ہونے والے افضال اور نعمتوں کا جائزہ لے کر شکرِ خداوندی بجا لاتے ہوئے اس کے حضور سجدہ ریز ہو جانا چاہیے اور اوپر حضور کے بیان فرمودہ اصول کے مطابق کثرت سے اللہ کی حمد و ثنا کرنی چاہیے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو دہراتے رہیں جس میں انعامات میں کمی آنے پر اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔دعا یوں ہے۔اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا

(ترمذی کتاب الدعوات از خزینۃ الدعاء صفحہ 83)

یعنی اے اللہ! ہمیں نعمتوں میں بڑھاتا رہ اور ان میں کمی نہ کرنا،ہمیں عزت دے اور رسوائی سے بچا،ہمیں اور زیادہ عطا کر اور عطا کی گئی اشیاء سے محروم نہ رکھنا،ہم کو ترجیح دے اور ہم پر کسی کو ترجیح نہ دینا،ہمیں ہمیشہ خوش رکھ اور خود بھی ہم سے راضی رہنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن کر زندگی گزارنے کی توفیق دے آمین۔

(ابو سعید)

دعا کا تحفہ

صبح و شام کی دعائیں

حضرت عبد اللہؓ بن غنّام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام یہ کلمات پڑھتا ہے اُس نے اپنے دن یا رات کا شکر ادا کر دیا۔

اَللّٰھُمَّ مَا اَصۡبَحَ بِیۡ مِنۡ نِعۡمَۃٍ فَمِنۡکَ وَحۡدَکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ،فَلَکَ الۡحَمۡدُ وَلَکَ الشُّکۡرُ

(ابو داؤد کتاب الادب)

ترجمہ:اے اللہ! مجھ پر جو نعمت اور احسان ہے وہ تیری طرف سے،تنہا تیری طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔سب تعریف اور شکر کا تو ہی مستحق ہے۔

حضرت ابو عیّاشؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزانہ صبح یا شام یہ کلمات پڑھے اُسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے برابر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔دس نیکیاں اُس کے حق میں لکھی جاتی ہیں۔دس بدیاں معاف ہوتی ہیں اور دس درجے بلند ہوتے ہیں اور وہ شیطان سے پناہ میں آ جاتا ہے۔اِس حدیث کے ایک راوی حماد کہا کرتے تھے کہ ایک شخص نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ ابو عیّاشؓ ہمیں یہ حدیث سُناتا ہے۔آپؐ نے فرمایا ابو عیّاشؓ سچ کہتا ہے۔وہ کلمات یہ ہیں:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

(ابو داؤد کتاب الادب)

ترجمہ:-اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔سب بادشاہت اُسی کو حاصل ہے اور اسی کی سب تعریفیں ہیں۔وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 113-114)

مرسلہ:عائشہ چوہدری۔جرمنی

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت مولوی فتح محمد خان لدھیانویؓ۔ گوجرانوالہ

حضرت مولوی فتح محمد خان صاحبؓ ولد امام الدین اصل میں موضع چنگن تحصیل وضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دینی تعلیم سے وابستہ ہوگئے۔ آپ مولوی فاضل تھے۔ آپ اپنی تعلیم کے سلسلے میں لاہور میں مقیم تھے کہ 1892ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لاہور تشریف لانے کی خبر سنی اور اسی سفر لاہور میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے، آپ کی بیعت کا اندراج رجسٹر بیعت اولیٰ میں یوں محفوظ ہے:

’’7/فروری 1892ء۔ فتح محمد ولد امام الدین خان راجپوت سکنہ موضع ضلع وتحصیل لودیانہ تھانہ و پرگنہ واگھہ حال لاہور‘‘

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 358)

(نوٹ: وصیت فارم میں ولدیت مامون خان لکھی ہے لیکن یہاں ولدیت امام الدین لکھا جانا سہو معلوم ہوتا ہے)

اس کے جلد بعد آپ ریاست مالیر کوٹلہ میں ملازم ہوگئے اور یہیں سے جلسہ سالانہ قادیان 1892ء میں شامل ہوئے، آئینہ کمالات اسلام میں مندرجہ شاملین جلسہ کی فہرست میں آپ کا نام 311 نمبر پر مالیر کوٹلہ کے حوالے سے موجود ہے۔ اصحاب احمد جلد دوم میں میاں محمد عبدالرحمٰن خان صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ رئیس مالیر کوٹلہ کے حوالے سے آپ کے متعلق لکھا ہے ’’یہ مولوی فتح محمد خان صاحب مولوی فاضل تھے۔ ضلع لدھیانہ کے باشندہ تھے۔ صاحب اولاد تھے۔ مدرسہ مصلح الاخوان جو مالیر کوٹلہ میں حضرت والد صاحب نے جاری کیا تھا اس میں ملازم تھے اور ریاست پٹیالہ میں محکمہ چونگی بھی ملازم رہے۔ احمدی تھے۔ 1947ء میں تقسیم ملک تک زندہ تھے۔‘‘

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 65 مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

ایک مرتبہ آپ نے ایک اخلاص نامہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھجوایا جس میں اپنی بیعت کا حال بھی بیان کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

’’پیارے آقا! خاکسار 1892ء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہے .... میرے آقا! 1892ء غالبًا فروری میں عبداللہ صاحب ٹونکی نے لاہور میں ایک اشتہار دیا تھا کہ جب مرزا صاحب لاہور میں آئیں گے، میں اُن کے ساتھ مباحثہ کروں گا۔ مَیں ان دنوں میں طالب علم تھا، میرے استاد مولوی حبیب الرحمٰن سہارنپوری تھے جن کے والد مولوی احمدی علی صاحب ہیں جنہوں نے مشکوٰۃ شریف میں حاشیہ لکھا ہوا ہے۔ مجھے کہا کہ تم ہوشیار ہو، آج مرزا صاحب سے ٹکرلو۔ مجھے اپنے علم میں ناز اور پورا یقین تھا، ایک نوجوان کو ہمراہ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن اور کوئی اعلان یا اشتہار دینے والوں میں سے نہ تھا۔ حضور کی زیارت کرتے ہی ایسا رعب پڑا کہ سکتہ کی حالت ہوگئی۔ مَیں نے دوسرے طالب علم کو کہا کہ کوئی سوال کرو۔ اُس نے اشارہ کیا کہ مجھ میں جرأت نہیں ہے۔ میں نے سنبھلتے ہوئے چند ایک اعتراض حضور کی خدمت میں پیش کیے جن کا ٹھوس اور تسلی بخش جواب مل گیا۔ حضور کی شان اور جلالی وقار اور زیارت ہونے پر غرور اور تکبّر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پہاڑ سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوگیا۔ آپ کی بیعت میں شامل ہوکر ہمیشہ آپ کا گرویدہ ہوگیا۔ میرے پیارے آقا! میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کو آنکھوں سے دیکھا ہوا ہے۔ آپ حضورؑ کی پیشگوئی کے مصداق برحق خلیفۃ المسیح الثانی والمصلح الموعود ہیں، ہر وہ شخص جو آپ کی مخالفت کرے گا یقینًا ناکام رہے گا۔ حضور کی غلامی میں زندگی اور موت کا متمنی ہوں، اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و تندرستی و زندگی دراز عطا فرما کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا حافظ و ناصر ہو۔ اللّٰھم آمین‘‘

اسی خط میں آپ نے اپنی ایک رؤیا بھی درج کی ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ ’’تقریبًا 25 یا 26 برس کا عرصہ ہوا ہے، میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گھر موضع چنگن ضلع لدھیانہ میں چارپائی بچھی ہوئی ہے جس کا سرہانہ کعبۃ اللہ اور پائنتی مشرق کی طرف ہے اس پر آپ رونق افروز ہیں۔ آپ کا منہ قطب کی طرف ہے۔ آپ کی شکل نہایت روشن اور خوبصورت ہے، میں آپ کے چہرہ کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ آگئے، حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ آگئے۔ اپنی بیوی کو کہتا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی باسمتی پکاؤ۔ اسی خوشی میں باہر اپنے بھائیوں کو بلانے کے لیے چلا گیا ہوں کہ آؤ آکر محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی زیارت کرلو۔ جہاں آپؐ کی چارپائی دیکھی تھی، بعد میں وہاں مَیں نے ایک نلکا لگایا تھا جس سے سب گھر والوں نے پاکستان بننے تک کافی فائدہ اٹھایا۔‘‘

(الفضل 28/اگست 1956ء صفحہ 8)

آپ کو قادیان میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں بطور مدرس خدمت کی بھی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو عربی پڑھانے کا بھی شرف پایا۔ 1901ء کے ابتدائی مہینوں میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی مد میں آپ کے چندہ ادا کرنے کا ذکر محفوظ ہے مثلاً ایک جگہ روزنامچہ آمد بابت ماہ مارچ 1901ء مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے تحت چندہ دہندگان میں آپ کا نام ’’مولوی فتح محمد صاحب مدرس قادیان‘‘ درج ہے۔ (الحکم 17/اپریل 1901ء صفحہ 16) آپ کے متعلق دیگر حالات کا علم نہیں ہوسکا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ ہجرت کر کے پلنگ پور (نزد چبہ سندھواں) ضلع گوجرانوالہ میں مقیم ہوگئے تھے۔ مندرجہ بالا خط یہیں سے آپ نے ارسال کیا تھا، اس خط پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے قلم سے حسب ذیل نوٹ رقم فرمایا:

’’فتح محمد خان صاحب 1892ء سے صحابی ہیں اور میرے استاد ہیں۔ 1902ء میں مجھے عربی پڑھایا کرتے تھے اور برسبیل تذکرہ یہ بھی درج ہے کہ مولوی احمد علی صاحب مشہور محدث جنہوں نے مشکوٰۃ پر حاشیہ لکھا ہے اور سارے ہندوستان میں بخاری پڑھانے میں مشہور تھے، ان سے بھی بڑی لمبی ملاقات ہوچکی ہے....‘‘ (الفضل 28/اگست 1956ء) الفضل اخبار کے اسی صفحے پر ساتھ آپ کے چھوٹے بھائی عبداللہ خان صاحب کا بھی ذکر موجود ہے۔

آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصی تھے اور وصیت نمبر 9414 تھا۔ (الفضل 9/جولائی 1946ء صفحہ 6) آپ نے مؤرخہ 15/ستمبر 1958ء کو اپنے گاؤں پلنگ پور میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے اسماعیل خان، یوسف علی خان اور دو بیٹیاں عزیز بی بی اہلیہ ابراہیم اور فاطمہ بی بی اہلیہ رمضان خان تھے۔ یوسف علی خان صاحب کے بڑے بیٹے محمود خان ایک نڈر احمدی تھے، بڑی بہادری سے گاؤں میں مخالفانہ حالات کا مقابلہ کیا، کہا کرتے تھے میں ایک صحابی کی گود میں کھیلا ہوا ہوں۔ دوسرے بیٹے رانا مبارک احمد صاحب باب الابواب میں مقیم ہیں اولاد کے متعلق معلومات انہوں نے ہی مہیا کی ہیں اور بتایا ہے کہ نسل بفضلہٖ تعالیٰ یوکے، جرمنی اور ناروے میں پھیل چکی ہے۔

بقیہ: دین العجائز ہی انسان کو ٹھوکروں سے بچاتا ہے......از صفحہ 9

دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 223-224 ایڈیشن 2003ء)

پس آج ہم احمدی مسلمانوں کا فرض ہے کہ خلافت کے زیر سایے صدق، اخلاص، اطاعت و ایمان کا یہ مقام ہم بھی حاصل کریں جو پہلوں نے حاصل کئے اس کے لئے ضروری ہے کہ اطاعت کا وہ معیار حاصل کریں جو حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کرام ہم سے توقع رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جؤا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنّم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لیے گڑھا در پیش ہے۔ بلکہ تم اس لیے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیے پرستش ہی تمہاری زندگی ہوجاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہوجاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام جلد سوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 546-552)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:

’’اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔ یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15)

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

’’دین العجائز یہی ہے کہ جو احکامات ہیں اُن پر جس حد تک عمل ہوسکتا ہے کرو۔ اُس کے آگے پھر ترقی کروگے اور آگے پھر اگلی سلوک کی راہیں ہوں گی۔ لیکن بنیاد یہی ہے کہ جو احکامات ہیں اُن پر جس طرح فرض کئے گئے ہیں، عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 12/ اگست 2011ء)

پس اللہ تعالیٰ ہم میں وہ ایمان پیدا کرے جو اولین و آخرین کے اندر پائے گئے جس ایمان کے بدولت انہوں نے دینی و دنیاوی دونوں ترقیاں حاصل کی اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہوئے۔ آج ہمیں بھی اپنے اندر یہ نمونہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

؎ سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

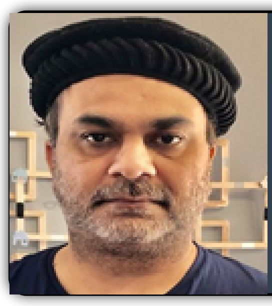

عاطف وقاص۔ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں!

سبق نمبر 70

آج سے ہم دوبارہ اس موضوع کی طرف لوٹ رہے ہیں جس پر گزشتہ کئی اسباق سے بحث جاری ہے۔ ہم اردو زبان میں چیزوں، رویوں، عادتوں، کیفیتوں، جذبات و احساسات کے نام بنانے کے طریقوں پر بات کر رہے ہیں۔

اسمائے آلہ Names of tools

یہ عام طور پر فعل یعنی verb سے بنائے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ آلات یعنی Tools کا تعلق کام یا عمل یعنی work and action سے ہے۔

1۔ پس اردو زبان میں فعل کے بعد اگرنی، نا، ن کا اضافہ کر دیں تو اسمائے آلہ بن جاتے ہیں۔ جیسے دھونکنا ایک مصدر ہے یعنی infinitive جس کا مطلب ہے آگ بھڑکانا یا سلگتی ہوئی آگ کو ایندھن یا ہوا کی مدد سے خوب تیز کرنا۔ تو اس سے اسم آلہ بنے گا۔

دھونکنی: Bellows

یہ ایک چڑے کا تھیلا ہوتا ہے جس کے آگے دھاتی نال ہوتی ہے جس کے ذریعے آگ کو ہوا دی جاتی ہے۔ اسی کام کے لئے لوہے یا دھات کی ایک نال یا پائپ بھی استعمال ہوتی ہے جسے پھونکنی کہا جاتا ہے اس میں براہ راست یعنی direct منہ سے پھونک ماری جاتی ہے۔

بیلن: روٹی وغیرہ کو پھیلانے کے لئے استعمال ہونے والا لکڑی یا دھات کا گول اوزار۔ بیلنا: Sugarcane crusher، چھلنی یا چھننی اور اب بگڑ کر چھانی یا چھاننی ہوگیا ہے اس کو انگریزی میں Sieve کہتے ہیں اور یہ کسی چیز سے ایسا مادہ الگ کرنے یا فلٹر کرنے کے کام آتی ہے جو بے کار ہو یا اس کی نوعیت یا استعمال مختلف ہو۔ جیسے چائے کی کھلی پتی کو چائے بن جانے کے بعد چھاننی سے چھان لیا جاتا ہے یعنی الگ کر دیا جاتا ہے، اسی طرح گندم کے آٹے کو چھانا جاتا ہے تا کہ گندم کا ایسا بُور یا چھلکا الگ کیا جا سکے جو پسنے میں بچ گیا ہو۔

ایک اور صورت اسم بنانے کی یہ بھی ہے کہ کسی اسم کے بعد ''یل'' کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ناک سے نکیل Cavesson/noseband یعنی کسی جانور کی ناک کے نتھنے کو چھید کر اس میں ایک چھوٹی سی چوبی میخ، لکڑی یا لوہے کی کیل ڈال کر اس میں رسی باندھ دیتے ہیں تا کہ جانور قابو میں رہے۔ اسی طرح کھپرا A kind of tile سے کھپریل Shingle وغیرہ۔

2۔ بعض فارسی الفاظ کے بعد ہ کا اضافہ کرنے سے بھی اسما بن جاتے ہیں۔ جیسے دست یعنی ہاتھ سے دستہ یعنی ہینڈل چھری یا کلہاڑی وغیرہ کے ساتھ لگا ہوا لکڑی کا وہ حصہ جس سے اسے پکڑتے ہیں۔ چشم یعنی آنکھ سے چشمہ یعنی عینک یا زمین سے پانی نکلنے کی جگہ۔ روش صدیقی صاحب نے کیا خوب کہا ہے:

؎ اردو جسے کہتے ہیں تہذیب کا چشمہ ہے
وہ شخص مہذب ہے جس کو یہ زباں آئی

پس چشمہ کا ایک مطلب ذخیرہ بھی ہے۔ جیسے کہتے ہیں معرفت کا سرچشمہ وغیرہ۔

اسی طرح فارسی الفاظ کے آخر پر ''آنہ'' کا اضافہ کرنے سے بھی نئے اسما یعنی nouns حاصل ہوجاتے ہیں جیسے انگشت یعنی انگلی سے انگشتانہ thumbstall انگشتانہ ایک خول ہوتا ہے جو چوٹ یا سوئی سے حفاظت کی خاطر درزی، کڑھائی کرنے والے یا تیر انداز شہادت کی انگلی یعنی index finger یا انگوٹھے پر پہنتے ہیں۔ دستانہ یعنی glove یہ عام فہم ہے اور دست کے بعد آنہ لگانے سے بنا ہے۔

3۔ اسمائے ظرف: یہ ایسے اسما ہوتے ہیں جو وقت اور جگہ کے معنی دیتے ہیں۔ اگر جگہ کے معنی دیں تو انہیں اردو میں ظرفِ مکان کہتے ہیں اور اگر وقت کے معنی دیں تو ظرفِ زمان کہتے ہیں۔ یہاں ہم یہ دیکھیں گے کہ اس طرح کے نام یا اسما بنانے کا کیا طریقہ ہے۔

ا۔ بارہ، وارہ، واری کا اضافہ کرنے سے جیسے امام باڑہ اسے امام بارہ بھی کہتے ہیں یعنی امام کے رہنے کی جگہ شیعہ فرقہ یہ عمارت حضرت امام حسینؓ کی یاد میں بناتے ہیں، گردوارہ سکھوں کا مقدس مقام جہاں ان کی مقدس کتاب گروگرنتھ صاحب کی تلاوت کی جاتی ہے، پھلواری یعنی چھوٹا سا باغ کیاری وغیرہ۔ ایسے کپڑوں کو بھی کہتے ہیں جن پر پھول بوٹے بنے ہوں۔

ب۔ ''ستان'' کا اضافہ کرنے سے بھی اسما بنتے ہیں۔ جیسے پاکستان، افغانستان، راجستھان وغیرہ۔

ج۔ لہ کو اضافہ کرنے جیسے ہمالہ، سانگلہ، جنگلہ وغیرہ۔

د۔ ''ال'' کا اضافہ کرنے سے بھی اسم بنتے ہیں جیسے سسرال، ننہال، ددھیال وغیرہ۔

ہ۔ سال اور سالہ کے اضافے سے جیسے ٹکسال mint روپیہ پیسہ بنانے کا کارخانہ۔ دھرم سالہ یعنی charitable institution۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اسی طرح ہر ایک شخص کا اپنے مقاصد کا ایک بت ہوتا ہے اور وہ اس تک پہنچنا چاہتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے کہ اس تک پہنچا دے یا اس کی عمر کا پہلے ہی خاتمہ کر دے۔ وہ اپنے مال یا عزت وآبرو، بال بچوں یا دوسری حوائج کے لئے تڑپتا ہے اور بے خود ہوتا ہے اور بسا اوقات لوگ انہیں مشکلات میں پڑ کر خودکشی کر لیتے ہیں مگر وہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اس کا یہی جوش خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے ہوجاتا ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں کی بجائے خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے مضطرب اور بے خود ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے وقت میں یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید بہت ہی پیاری ہے یہ توحید تھی جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کبھی وبا کبھی قحط اور کبھی اپنے پیارے علیہم السلام کے ہاتھ کی تلوار سے اس کے قیام کے واسطے ہزاروں مشرک جانوں کو تباہ کر دیا۔ مکہ و مدینہ کے حالات بھی صرف اسی کی خاطر پیچیدہ ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی اسی توحید کے لئے تھا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 2 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

مقاصد کا بت: مقصد کی جمع ہے مقاصد اور بت سے مراد ہے کہ دنیا کے مقاصد ہی کو سب کچھ سمجھ لینا۔ گویا کہ ایک بت ہے جس کے گرد گھومتے ہیں۔

مال: دولت، جائیداد، زمین، مویشی، سرمایہ، ملازمت۔

عزت وآبرو: شہرت، انا، خاندانی فخر وغیرہ۔

بال بچوں: بیٹے بیٹیاں، آل اولاد، گھر کے افراد۔

حوائج: حاجت کی جمع یعنی ضروریات۔

بے خود ہونا: اپنے آپ سے بے خبر ہونا۔ دنیا کمانے میں ایسی مصروفیت کے انسان کو ارد گرد کی خبر ہی نہیں رہتی۔

بسا اوقات: بعض اوقات، یعنی ایسا بھی ہوتا ہے۔

مشکلات میں پڑ کر: مشکل کی جمع یعنی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے۔

توحید: خدا تعالیٰ کو معبود واحد یقین کرنا، اس کا ہر طرح سے ایک ہونا۔

مضطرب و بے خود: بے چین اور کھویا ہوا۔

وبا: وہ مرض جو بہت دور دور تک پھیل جائے اور ایک سے دوسرے کو لگتی جائے۔

قحط: کمی، خوراک پانی، وسائل کی شدید کمی۔

تلوار: وہ جنگیں جو خدا تعالیٰ کے حکم سے لڑی گئیں۔

پیچیدہ: جو سادہ نہ ہو، لجھا ہوا، مشکل، خطرناک۔

موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ: یعنی موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مقابلہ۔

مولانا عطاء المجیب راشد۔امام مسجد فضل لندن

حاصل مطالعہ

قسط 15

ارشاد نبویؐ

حضرت محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ باہر نکل کر فرمایا: اے لوگو! شرکِ خفی سے بچو۔صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ! شرکِ خفی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایک شخص سنوار کر نماز پڑھتا ہے اور اس کی خواہش و کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے اس طرح نماز پڑھتے دیکھیں اور بزرگ سمجھیں یہی دکھاوے کی خواہش شرکِ خفی ہے۔

(الترغیب و الترھیب صفحہ 32 الترھیب من الریاء بحوالہ ابن خزیمہ فی الصحیح)

ارشاداتِ عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔نہیں بلکہ شجاعت، مروت، عفت جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں۔دراصل سب اخلاق قوتیں ہیں، اُن کا برمحل استعمال کرنا ہی اُن کو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے۔ایک مناسب موقع پر غضب کا استعمال بھی اخلاقی رنگ اختیار کرلیتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 393 مطبوعہ قادیان 2018)

اسلام کی ترقی کا انحصار

اسلام کی تمام ترقی تقویٰ سے شروع ہوئی ہے اور پھر جب اسلام ترقی کرے گا تقویٰ سے کرے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 422)

حلفیہ ارشاد حضرت مسیح موعودؑ

مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیے۔مَیں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کرسکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 260)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات کی اہمیت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔براہین احمدیہ خاص فیضانِ الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہوں۔دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا۔کیونکہ اس قدر نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہوجاتا ہے۔توحضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آجائے گا جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہو گا مگر حضرت صاحب کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھلتا ہے۔بشرطیکہ خاص شرائط کے ماتحت پڑھی جائیں۔

(ملائکۃ اللہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

قرآن اور سائنس

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النحل آیت 79 وَاللّٰہُ اَخۡرَجَکُمۡ مِّنۡ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡئًا ۙ وَّ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَۃَ ۙ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آج سائنس نے ثابت کیا ہے کہ سب سے پہلے بچہ کے کان کام کرتے ہیں پھر آنکھیں اور سب سے آخر میں دل یعنی قوت فکریہ کام کرتی ہے یہ ترتیب قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ایک ثبوت ہے کیونکہ اس آیت میں وہ مضمون بیان کئے گئے ہیں جو اُس زمانہ میں مخفی تھے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 209)

خلافت کا کوئی بدل ہی نہیں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خلافت کا کوئی بدل ہی نہیں ہے۔ناممکن ہے کہ خلافت کی کوئی متبادل چیز ایسی ہو جو خلافت کی جگہ لے لے اور دل اسی طرح تسکین پالیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28؍ دسمبر 1984ء بمقام پیرس)

ارشاداتِ امام

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پہلا مطالبہ سادہ زندگی کا ہے۔آج جب مادیت کی دوڑ پہلے سے بہت زیادہ ہے اس طرف احمدیوں کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔کیونکہ سادگی اختیار کر کے ہی دین کی ضروریات کی خاطر قربانی دی جاسکتی ہے------شادیوں، بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں۔اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں، مساجد کی تعمیر میں دیا جا سکتا ہے، اور کاموں میں دیا جاسکتا ہے، مختلف تحریکات میں دیا جاسکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3؍ نومبر 2006ء)

چشم دید انکسار

سر فیروز خان نون ہماری ملکی سیاست میں ایک نمایاں نام اور ممتاز مقام رکھتے ہیں اور پاکستان کے وزیر خارجہ اور وزیر اعظم بھی رہے ہیں انہوں نے اپنی سرگزشت میں ایک نہایت دلچسپ اور عجیب واقعہ لکھا ہے جس میں انکساری اور فروتنی کے علاوہ بھی بہت سے قابل توجہ اور قابل غور امور پائے جاتے ہیں۔وہ اپنی سرگزشت ’’چشم دید‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’یہ واقعہ مجھے اپنی زندگی کے ایک اور چھوٹے سے واقعہ کی یاد دلاتا ہے جس کا تعلق سر محمد ظفر اللہ سے ہے جو میرے عمر بھر کے ساتھی ہیں۔انہوں نے بلا کی قوتِ حافظہ پائی ہے۔ایک دفعہ میں سر ظفر اللہ خان کی دعوت پر مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے ربوہ جو احمدیہ فرقہ کا مرکزی صدر مقام ہے گیا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی میں نے جوتے اتار دیے۔ملاقات کے بعد جب میں جانے کے لئے کھڑا ہوا تو مرزا صاحب سے باتیں کرتے کرتے پاؤں سے جوتے ٹٹولنے لگا۔یہ دیکھ کر سر ظفر اللہ خان نیچے جھکے، میرے جوتے اٹھائے اور قرینے سے جوڑ کر میرے سامنے رکھ دیئے۔بیشتر پاکستانیوں نے اس طرز تپاک کا خواب بھی نہیں دیکھا ہوگا۔وہ تو ایسی حرکت کو شان ووقار کے منافی اور کسرشان سمجھتے ہوں گے۔لیکن ظفر اللہ خان کے وقار کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ان کی منکسر المزاجی نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔‘‘

(’’قندیلیں‘‘ بحوالہ الفضل 13؍ فروری 1989ء)

حلیم خان شاہد ۔ مربی سلسلہ ۔ انڈیا

دین العجائز ہی انسان کو ٹھوکروں سے بچاتا ہے

نازمت کر اپنے ایماں پر کہ یہ ایماں نہیں
اس کو ہیرا مت گماں کر ہے یہ سنگِ کوہسار
(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 136-137)

ذکر آتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت راستے میں کھڑے ایک مجمع کو دیکھتی ہے کہ ایک آدمی کو کچھ لوگ گھیرے ہوئے ہیں تو معلومات حاصل کرنے کے لئے وہ قریب جاتی ہے اور لوگوں سے پوچھتی ہے یہ کون ہے جو اپنے اردگرد کے لوگوں کو جمع کر رکھا ہے لوگ کہنے لگے کہ یہ الرازی ہے جس نے خدا تعالیٰ کے وجود کی ایک ہزار دلیلیں جمع کیں۔ اس پر بوڑھیا نے جواب دیا کہ اگر اس کے دل میں ہزار شبہات نہ ہوتے تو اسے ہزار ثبوتوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ لہٰذا اصل ایمان تو وہ ہے جس کے لئے دل میں شبہات نہ ہو اور کثرت دلائل کی حاجت نہ ۔ جب ہم دنیاوی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں ہر دور میں نبی ورسول کو ماننے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک دلائل، براہین وثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس میں حجت کرتے ہیں تو دوسرا صرف اخلاق وسیرت کو دیکھ کر اس کی محبت کی وجہ سے ایمان لے آتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اس حقیقت کو سمجھاتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

”اعلیٰ ایمان والا شخص صرف یہ دیکھتا ہے کہ آیا اس کے محبوب نے فلاں کام کرنے کو کہا یا نہیں۔ اگر کہا ہو تو وہ بغیر سوچے سمجھے اس کام کو اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن جو اعلیٰ ایمان نہیں رکھتا وہ کہتا ہے کہ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اس کام کی غرض کیا ہے اور اس میں حکمت کیا ہے جب تک مجھے اس کی حکمت نہ بتائی جائے گی میں عمل نہیں کروں گا غرض ایک سچے اور مخلص مومن کیلئے صرف یہی کافی ہوتا ہے کہ اس کا رب اسے حکم دے رہا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی آواز سنتا اور اس کی طرف دوڑتا ہے۔ لیکن فلسفی حکمت کا سراغ لگاتا ہے اور جب تک اس کا دماغ تسلی نہ پائے اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ ایک ماں کو اس کے بچہ کی خدمت کے لئے اگر صرف دلائل دیئے جائیں اور کہا جائے کہ اگر تم خدمت نہیں کرو گی تو گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا تو یہ دلائل اس پر ایک منٹ کے لئے بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ وہ اگر خدمت کرتی ہے تو صرف اس جذبہ محبت کے ماتحت جو اس کے دل میں کام کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان العجائز ہی انسان کو ٹھوکروں سے بچاتا ہے۔ ورنہ وہ لوگ جو حیل وحجت سے کام لیتے ہیں اور قدم قدم پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں حکم کیوں دیا گیا اور فلاں کام کرنے کو کیوں کہا گیا وہ بسا اوقات ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور ان کا رہا سہا ایمان بھی ضائع ہو جاتا ہے۔“
(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 279)

اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو حکم دیا کہ:
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ
(انفال:25)

اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی بات سننے کے لئے فوراً حاضر ہو جایا کرو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔

ہمیں یہ نمونہ آنحضرت ﷺ کے زندگی میں نمایاں طور پر دیکھنے کو ملا۔ ذکر آتا ہے:

نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ حضرت ابیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں آواز دی۔ حضرت اُبیؓ اُس وقت نماز میں مصروف تھے۔ حضورؐ کی آواز سنتے ہی نماز مختصر کی اور سلام پھیر کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے تاخیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نماز میں تھا۔ حضورؐ کی آواز سنتے ہی نماز مختصر کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔“ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ (الانفال:25) کہ اے مومنو! اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو لبیک کہتے ہوئے اس کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرو۔ اس لئے جب میں نے تمہیں آواز دی تو چاہیے تھا کہ نماز چھوڑ کر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے۔ حضرت ابیؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! یہ غلطی معاف ہو آئندہ ان شاء اللہ ایسا نہ ہو گا۔“
(ترمذی کتاب الفضائل باب فضل فاتحۃ الکتاب)

چنانچہ صحابہ کرامؓ کی پوری زندگی کا جب ہم جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے نبوت کے نور کی وجہ سے انہیں ایسا روشن خیال بنا دیا تھا کہ وہ اطاعت کی روح جان گئے تھے اور کسی حکم کو عذر سے ٹالنے کی بجائے حیلوں اور بہانوں سے اطاعت کرنے کی راہیں تلاش کرتے تھے اور کبھی رسول کریمؐ کے احکام کی حکمت اور اس کی غرض معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے بلکہ ہر ارشاد پر لبیک کہنے میں سعادت جانتے تھے۔

چنانچہ 6ھ میں جب آنحضرت ﷺ حدیبیہ میں تھے مشرکین مکہ کے ایک سردار عروہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کے لئے آئے۔ واپس جا کر انہوں نے قریش کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کی اطاعت اور وفاشعاری کی یہ شاندار گواہی دی: ”اے میری قوم! اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر اور کسریٰ ونجاشی کے ہاں گیا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (ﷺ) کے اصحاب محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس (محمدؐ) نے جب کبھی کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور ازروئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔“
(بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد)

تو یہ وہ اطاعت کا نمونہ تھا جو صحابہ کرام کے اندر آپؐ نے پیدا کیا پھر رسول کریم ﷺ نے اپنے آخری زمانہ میں امت کی گمراہی اور انتشار کے نتیجہ میں 73 فرقوں میں بٹ جانے پر ایک ناجی فرقہ کی بھی خبر دی جس کی ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی کہ وہ لوگ میرے اور میرے صحابہ کے نمونہ اور نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے۔
(ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ھذہ الامۃ)

ہاں وہ مبارک دور آیا آپ ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ اس دنیا میں آئے اور یہی مبارک نمونہ اپنے ماننے والوں کے اندر پیدا کیا آپؑ نے ایک مقام پر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم وہ ایمان پیدا کرو جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کا ایمان تھا۔ رضی اللہ عنہم۔ کیونکہ اس میں حسن ظن اور صبر ہے اور وہ بہت سے برکات وثمرات کا منتج ہے اور نشان دیکھ کر ماننا اور ایمان لانا اپنے ایمان کو مشروط بنانا ہے۔ یہ کمزور ہوتا ہے اور بار ور نہیں ہوتا۔ ہاں جب انسان حسن ظن کے ساتھ ایمان لاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو وہ نشان دکھاتا ہے جو اس کے ازدیاد ایمان کا موجب اور انشراح صدر کا باعث ہوتے ہیں۔ خود ان کو نشان اور آیت اللہ بنا دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اقتراحی نشان کسی نبی نے نہیں دکھلائے۔ مومن صادق کو چاہئے کہ کبھی اپنے ایمان کو نشان بینی پر مبنی نہ کرے۔“
(ملفوظات جلد اول صفحہ 497)

اس تسلسل میں ”منشی اروڑے خانؓ صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی تھے ان کا ایک لطیفہ مجھے یاد ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے بعض لوگوں نے کہا کہ اگر تم مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایک دفعہ تقریر سن لو تب تمہیں پتہ لگے کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا نہیں وہ کہنے لگے میں نے ایک دفعہ ان کی تقریر سنی۔ بعد میں لوگ مجھ سے پوچھنے لگے۔ اب بتاؤ کیا اتنے دلائل کے بعد بھی مرزا صاحب کو سچا سمجھا جا سکتا ہے؟۔ میں نے کہا۔ میں نے تو مرزا صاحب کا منہ دیکھا ہوا ہے۔ ان کا منہ دیکھنے کے بعد اگر مولوی ثناء اللہ صاحب دو سال تک بھی میرے سامنے تقریر کرتے رہیں۔ تب بھی ان کی تقریر کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ جھوٹے کا منہ تھا۔ بے شک مجھے انکے اعتراضات کے جواب میں کوئی بات نہ آئے میں تو یہی کہوں گا۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے ہیں۔“
(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 279-280)

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

گو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ماننے والوں میں وہ قوت پیدا کی کہ وہ بھی صحابہ کرامؓ کی طرح اطاعت کے میدان میں اپنی جان ومال اس راہ میں قربان کر دی اور ہر چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں سمعنا واطعنا کا نمونہ دکھایا۔ اس تعلق سے ایک واقعہ پیش ہے۔

”ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے گھر میں تھوڑے سے چاول پکوائے (یعنی پلاؤ) اور حضرت کے حکم سے حضرت امّ المؤمنین نے اُن دنوں یہاں قادیان میں جتنے احمدی گھر تھے سب گھروں میں تھوڑے تھوڑے بھیجے۔ وہ چاول برکت کے چاول کہلاتے ہیں اور حضور کا حکم تھا کہ گھر میں جتنے افراد ہیں اُن سب کو کھلائیں۔ (یعنی کہ جس جس گھر میں بھیجے تھے اُن کو کہا کہ ہر گھر والا چاول کھائے) چنانچہ کہتے ہیں۔ بڑے قاضی صاحب نے اپنے بڑے لڑکے بشیر احمد کے والد عبدالرحیم صاحب کو جو ان دنوں جموں میں ملازم تھے لفافے میں چند دانے کاغذ کے ساتھ چپکا کر بھیج دیئے“۔ اب گھر کے افراد کے لئے حکم تھا کہ اُن کو یہ چاول کھلاؤ اور اس حکم کی اتنی حد تک تعمیل کی کہ کیونکہ میرا بیٹا ہے اور وہ وہاں موجود نہیں تھا تو اُس کو ایک لفافے میں کاغذ کے ساتھ چپکا کر بھیج دیئے“ اور خط میں لکھ دیا کہ اتنا کونہ جس میں چاول چپکائے ہوئے ہیں، کھا لینا“۔
(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 350 روایات جناب والدہ بشیر احمد بھٹی ماخوذ خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مئی 2012ء)

یہ وہ نمونہ تھا جس بنا پر حضرت مسیح موعودؑ اپنے خدا تعالیٰ کی بے حد شکر گزاری کیا کرتے تھے اور ایک مقام پر اس کا اس رنگ میں اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”مَیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے مَیں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں

بقیہ صفحہ 4 پر

صلاح الدین باجوہ

ٹائٹینک

یہ ایک مشہور برطانوی مسافر بحری جہاز تھا جو اپنے پہلے ہی سفر کے دوران ایک برفانی تودے سے ٹکرا کر ڈوب گیا تھا۔Harland and Wolff بیلفاسٹ اس کے صانع تھے۔

اس پر 7.5 ملین امریکی ڈالر لاگت آئی۔31 مارچ 1909ء کو تعمیر کا آغاز ہوا اور 31/ مئی 1911ء کو پانی میں اترا۔ پہلا سفر 10/ اپریل 1912ء کو ہوا۔اس کا مالک وائٹ سٹار لائن تھا اس کی لمبائی 882 فٹ 9 انچ اور جہاز کا عرض 92 فٹ تھا اور اونچائی 175 فٹ تھی۔اس کی رفتار 39 کلومیٹر فی گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ 44 کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔اس میں دو ہزار چار سو پینتیس افراد اور 892 عملہ سمیت تین ہزار تین سو ستائیس یا دیگر ذرائع کے مطابق تین ہزار پانچ سو سینتالیس کی گنجائش تھی۔20 کشتیاں 1178 افراد کے لئے اس میں موجود تھی۔

حادثہ

اس حادثے میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک ہزار پانچ سو بارہ افراد تھی۔ٹائٹینک نے امریکی شہر نیویارک کے لیے سفر کا آغاز برطانوی شہر ساؤتھیمپسن سے کیا تھا اور یہ شمالی بحر اوقیانوس میں ڈوبا۔اس کا ملبہ اب بھی سمندر میں تین یا چار ہزار میٹر گہرائی میں موجود ہے۔اپنے سفر کے آغاز کے چوتھے اور پانچویں روز کی درمیانی شب اس میں سوار 1502 مسافروں کی زندگی کا چراغ اس وقت گل ہوگیا جب یہ سمندر کا بادشاہ برف کے تودے سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ لائف بوٹس کے ذریعے وائٹ سٹار لائن کمپنی کے ٹائٹینک کے صرف 722 مسافر زندہ بچ پائے۔ان میں کمپنی کا مالک بھی شامل تھا جو خواتین اور بچوں کو ڈوبتے جہاز میں چھوڑ کر ایک کشتی کے ذریعے نکل گیا یہ خود غرض اپنی پوری زندگی نفرت کا نشانہ بنا رہا ہے اسے ٹائٹینک کا بزدل کہا جاتا ہے۔

مالک اور کیپٹن

اس کا مالک اکتوبر 1937ء کو گوشہ تنہائی میں چل بسا دوسری طرف جہاز کا کیپٹن ایڈورڈ عملہ کے ساتھ خواتین اور بچوں کو بچانے کی کوشش میں خود ڈوب کر انسانیت پر احسان کر گیا یہ وہ آخری آدمی تھا جس نے جہاز سے چھلانگ لگائی ایک آدمی آخری کشتی کی طرف تیرتے ہوئے لپکا تو ایک مسافر نے کہا یہ پہلے ہی اوور لوڈ ہے اس پر تیراک پیچھے ہٹ گیا اور اس نے کہا

"Alright boys good luck and God bless you"

یہ جہاز کا کپتان 62 سالہ ایڈورڈ تھا دوسروں پر اپنی جان نچھاور کرنے کے عظیم جذبے کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اس کا مجسمہ سٹیفورڈ میں نصب کیا گیا ہے۔

موجودہ حالت

ٹائٹینک جہاز تک پہنچنے کے لئے آپ کو تقریباً چار کلومیٹر سمندر کے نیچے جانا ہوگا جو ناممکن ہے کیونکہ سمندر میں آپ جتنی گہرائی میں جاتے ہیں اتناہی پانی کا پریشر زیادہ ہو جاتا ہے۔یہ دریافت ایک غوطہ خور گاڑی کے ذریعے ٹائٹینک کے ڈوبنے کے تقریباً ستر سال بعد ممکن ہو پائی۔غ

جہاز ڈوبنے کی وجہ

اب ایک نئی تحقیق میں عندیہ دیا گیا ہے کہ 14/ اپریل 1912ء کی شب زمین کے مقناطیسی کرے میں عارضی انتشار ٹائٹینک کے حادثے کا باعث بنا۔جریدے ویدر میں شائع ہونے والی یہ تحقیق ایک موسمیاتی ماہر میلا زنکووا کی جانب سے کی گئی۔عینی شاہدین نے برفانی تودے سے ٹائٹینک کے ٹکرانے کے بعد مضبوط ناردرن لائٹس کو آسمان پر دیکھا تھا۔آر ایم ایس کارپیتھا کے سیکنڈ آفیسر جیمز بیسٹ (وہ بحری جہاز جس نے 15/ اپریل کو علی الصبح ٹائٹینک کے 705 مسافروں کو بچایا تھا) نے 14/ اپریل 1912ء کی رات کو اپنی لاگ میں لکھا تھا آسمان پر چاند نہیں تھا، مگر ناردرن لائٹس کی روشنی چاندنی کی طرح جگمگا رہی تھی۔

ٹائٹینک کے حادثے میں بچ جانے والوں نے بھی صبح 3 بجے کے وقت اپنی لائف بوٹس میں آسمان پر ان روشنیوں کا ذکر کیا تھا۔اس طرح کی روشنیاں سورج کی جانب سے تیز رفتار ذرات کے سیلاب کے اخراج کے نتیجے میں پیدا ہونے والی شمسی طوفان سے بنتی ہیں۔جب یہ ذرات زمین کے ماحول سے ٹکراتے ہیں تو زمینی ماحول کی گیسز کو توانائی ملتی ہے جس سے وہ سبز، سرخ، جامنی اور نیلے رنگ میں جگمگانے لگتی ہیں۔یہ شمسی ذرات زمین کے برقی اور مقناطیسی سگنلز میں مداخلت بھی کرتے ہیں جس سے برقی ڈیوائسز کے افعال متاثر ہوتے ہیں۔اس تحقیق میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ یہ شمسی طوفان اتنا طاقتور تھا جو اس مقام پر ناردرن لائٹس کا باعث بنا جہاں ٹائٹینک برفانی تودے سے ٹکرایا تھا۔اس شمسی طوفان کے نتیجے میں اس کے مقناطیسی کمپاس اور جہاز کا الیکٹریکل ٹیلی گراف متاثر ہوئے تھے۔

شمالی بحر اوقیانوس میں برفانی تودوں کے حوالے سے وہاں سفر کرنے والے دیگر بحری جہازوں کی معلومات سے آگاہ رہنے کے لیے ٹائٹینک کے کپتان ایڈورڈ جون اسمتھ نے حکم دیا تھا کہ زیادہ خطرناک علاقے میں جانے سے گریز کیا جائے۔

مگر تحقیق میں بتایا گیا کہ اس شمسی طوفان کے نتیجے میں جہاز کی سمت میں کمپاس کی خرابی کے نتیجے میں معمولی تبدیلی آئی اور خطرناک برفانی علاقے میں جانے سے بچنے کی بجائے وہ بحری جہاز سیدھا اس طرف چلا گیا۔اس خیال سے ٹائٹینک کے سانحے کے ایک اور پہلو کی وضاحت بھی ممکن ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈوبتے ہوئے جہاز سے مدد کی درخواست پر دیگر بحری جہازوں نے پہلے غلط سمت میں تلاش کی اور بعد میں درست جگہ پر پہنچے۔

تحقیق میں بتایا گیا کہ یہ شمسی مداخلت ہی امداد کی کوششوں میں رکاوٹ بھی بنی۔جب کپتان کو اندازہ ہوگیا کہ ٹائٹینک کو ڈوبنے سے بچایا نہیں جاسکتا تو انہوں نے 2 ریڈیو آپریٹرز کو مدد کے سگنل قریبی جہازوں کو بھیجیں۔آر ایم ایس بالٹک جوان جہازوں میں سے ایک تھا جس نے مدد کی کال پر جواب دیا کے عملے نے بتایا کہ اس رات ریڈیو سگنلز بہت عجیب تھے اور بیشتر پیغامات پڑھے نہیں جاسکے اور ٹائٹینک کا جواب کبھی مل نہیں سکا۔

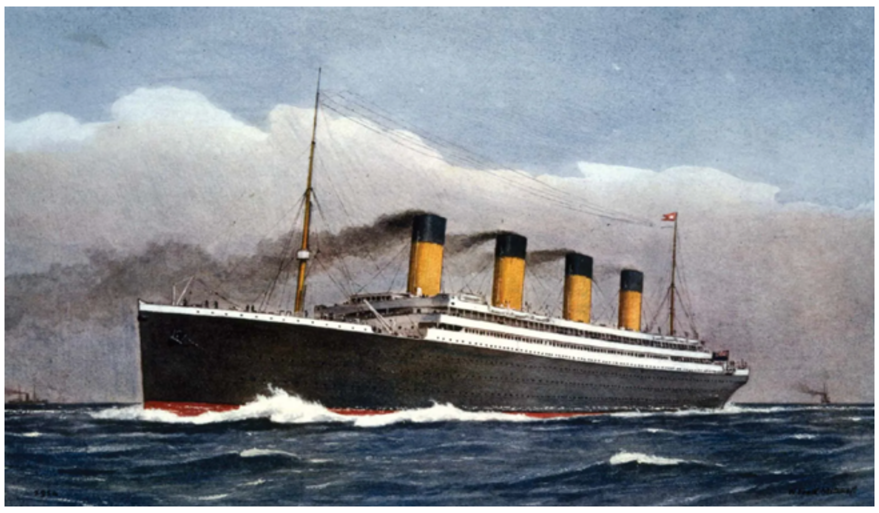

محمد عمر تماپوری۔ انڈیا

دائمی مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں 127ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت عظیم الشان انعقاد

جلسہ سالانہ قادیان مؤرخہ 23، 24، 25، دسمبر 2022ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کوحسب روایات نہایت ہی عالیشان پیمانہ پر منعقد ہو کر اختتام پذیر ہوا اور دیرپا اثرات و نقوش چھوڑ گیا۔مختلف ممالک اور ملک ہند سے 14500 کی تعداد میں شمع احمدیت کے پروانوں نے دیوانہ وار جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی،تیسرے دن کے آخری اجلاس میں عالمگیر احمدیہ جماعت کے امام حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا MTA کے ذریعے بصیرت افروز وروح پَرور خطاب برطانیہ سے نشر ہوا جو سارے عالم میں سنا گیا۔قادیان کی تمام مساجد میں نماز تہجد باجماعت، درس کا انتظام، غلبہ اسلام، ترقی احمدیت، حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و تندرستی درازی عمر، اسیران راہ مولیٰ کی باعزت رہائی اور امن عالم کے لئے صبح و شام خصوصی دعائیں، ذکر الٰہی، درود شریف کا ورد، انابت الی اللہ، خالص روحانی اخوّت اور بھائی چارگی کے پُرکیف مناظر، علماء سلسلہ احمدیہ کی پُرمعارف عالمانہ تقاریر اور ان کی ملکی اور غیرملکی زبانوں میں ترجمانی، تبلیغی وتربیتی امور پر مشتمل تعارفی ڈاکومنٹری، خصوصی نمائشوں کا اہتمام، اجتماعی طور پر نکاحوں کے اعلانات، مہمانوں کے قیام و طعام کا مناسب حال انتظام، طبی سہولیات کی فراہمی، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ سالانہ قادیان کی وسیع پیمانے پر تشہیر، پروگرام جلسہ سالانہ اور جلسہ کی کارروائی کی رپورٹنگ اردو، ہندی، پنجابی و انگریزی اخبارات میں وسیع پیمانے پر اشاعت، ملک کے معروف چینلوں میں تذکرہ، حکومت پنجاب کی طرف سے سکیورٹی کا معقول بندوبست، یہ تمام امور بخیروخوبی خوشگوار اور پُرسکون ماحول میں سرانجام پائے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

بستان احمد جلسہ گاہ کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔مختلف پلیٹ فارم پر تبلیغی، تربیتی وتعلیمی عبارتوں پر مشتمل بینرز لگائے گئے تھے۔ چکاچوند ماحول میں ظاہری طور پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوئے اور زائرین کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

پہلا دن، پہلا اجلاس مؤرخہ 23؍دسمبر 2022ء بروز جمعۃ المبارک

شدید سردی کی لہر اور دُھند کے باوجود عشّاق احمدیت جلسہ کی آغازِ کارروائی سے پہلے ہی پُروقار لائنوں میں کھڑے ہوکر منظم رنگ میں سیکورٹی کے تمام مراحل سے گزر کر صبر وتحمل،سنجیدگی اور با وقار طریق پر جلسہ گاہ بستان احمد میں داخل ہوئے۔ صبح ٹھیک دس بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت محترم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب (صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان) نے فرمائی۔ پہلے آپ فلیگ پوسٹ پر تشریف لائے اور لوائے احمدیت لہرایا۔ حاضرین جلسہ زیرلب ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم کا ورد کرتے رہے۔لوائے احمدیت جو اسلام کی سربلندی اور عظمت کی ایک یادگار اور انمول نشانی ہے۔نہایت شان و شوکت کے ساتھ فضاء آسمان میں لہرانے لگا۔ ساتھ ہی فلیگ پوسٹ کے چاروں کونے میں چار خدام نے لوائے احمدیت کی پہرہ داری کی ذمہ داری سنبھال لی۔ خدام باری باری پہرہ دیتے رہے۔نہایت باوقار رنگ میں اس کارف اوڑھے اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔اسی دوران فضاء جلسہ گاہ مختلف اسلامی نعروں کی فلک بوس صداؤں سے گونجنے لگی۔حاضرین جلسہ پورے جوش وخروش سے نعروں کا جواب دیتے رہے۔

صدر اجلاس محترم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب (صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان) اسٹیج پر تشریف فرما ہوکر کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ افتتاحی دعا کے بعد باقاعدہ جلسہ سالانہ قادیان کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم طارق احمد لون صاحب نے سورۃ صف کی آیت 7تا10 کی پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم سید کلیم الدین احمد صاحب (قاضی سلسلہ احمدیہ) نے پیش کیا۔ بعدازاں محترم صدر اجلاس نے اپنے افتتاحی خطاب میں شاملین جلسہ سالانہ کو مبارکباد دی اور اپنے مختصر مگر جامع خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے بعض اہم اقتباسات جو بالخصوص جلسہ سالانہ کی برکات، اغراض و مقاصد اور دعائیہ کلمات پر مشتمل تھے مؤثر انداز میں بیان فرمائے اور حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض نصائح جو آپ نے جلسہ سالانہ لندن میں بیان فرمائی تھیں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا آج ہم قادیان میں 127ویں جلسہ سالانہ منا رہے ہیں۔ ہمارا یہ جلسہ عام دنیاوی میلوں کی طرح نہیں ہے اس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے 1891ء میں رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس برکات و فیوض کا وارث بنائے۔ آمین

اس کے بعد ایک نظم منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ ”محمد پر ہماری جاں فدا ہے“، مکرم تنویر احمد ناصر صاحب (نائب ناظر نشرواشاعت) نے خوش الحانی سے پیش کی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر زیرعنوان ”سیرت آنحضرت ﷺ (قیامِ امن کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور اُسوہ حسنہ) پر محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب (ناظراعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان) کی ہوئی۔ دوسری تقریر بعنوان سیرت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام (توکل علی اللہ اور قبولیت دعا کے آئینہ میں) محترم مولانا منیر احمد خادم صاحب (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند قادیان) کی ہوئی۔ اس کے بعد جلسہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کے اختتام کا اعلان ہوا۔

نمازِ جمعہ و نمازِ عصر بمقام جلسہ گاہ ادا کی گئیں۔ نمازِ جمعہ پڑھانے کی سعادت محترم مولانا حافظ مخدوم شریف صاحب (قائمقام ایڈیشنل ناظراعلیٰ جنوبی ہند و افسر جلسہ سالانہ قادیان) کے حصہ میں آئی۔

پہلا دن دوسرا اجلاس

اس اجلاس کی صدارت محترم مولانا جلال الدین نیّر صاحب (صدر مجلس تحریک جدید قادیان) نے فرمائی۔تلاوت قرآن مجید مع اردو ترجمہ سورۃالتوبہ آیت 100تا103 بالترتیب مکرم محمد ابراہیم احمد اور مکرم طاہر احمد طارق صاحب نے اور منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداءالانوار کا“ مکرم عبدالواسع صاحب نے ترنّم سے سُنایا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر ہستی باری تعالیٰ (حصول معرفت الٰہی کے ذرائع) کے عنوان پر محترم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب (صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان) نے فرمائی۔ دوسری تقریر محترم مولانا فیروز احمد نعیم صاحب (امیر ضلع دہلی) کی بعنوان ”سیرت حضرت ابوبکر رضی اللہ اور سیرت حضرت حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ“ پر ہوئی۔ بعدہ تاثرات و تعارفی تقاریر کے تحت مہمان مکرم وسیم احمد صاحب نیشنل (صدر جماعت احمدیہ سیریا) کی عربی زبان میں ہوئی۔ مکرم زین الدین حامد صاحب (ناظم دارالقضاء قادیان) نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر محترم مولانا حافظ مخدوم شریف صاحب (قائمقام ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند و افسر جلسہ سالانہ قادیان) کی بعنوان صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (قرآن و حدیث کی روسے) پر ہوئی۔ مرکزی اعلانات کے بعد اس اجلاس کی کارروائی کا اختتام ہوا۔ اسی دن شام ساڑھے چھ بجے خطبہ جمعہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لائیو بعد نماز مغرب وعشاء جمع تمام مساجد میں دیکھنے اور سُننے کا انتظام تھا جس سے تمام احباب جماعت نے استفادہ کیا۔

24؍دسمبر 2022ء بروز ہفتہ دوسرا دن پہلا اجلاس

اس اجلاس کی صدارت محترم مولانا منیر احمد صاحب حافظ آبادی (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان) نے فرمائی۔ بعد تلاوت قرآن مجید سورۃ

النور آیت 31 تا33مع اردو ترجمہ بالترتیب مکرم راشد خطاب صاحب (صدر مجلس انصاراللہ کبابیر) اور مکرم جمال شریعت صاحب (نائب انچارج شعبہ نورالاسلام) نے پیش کیا۔اس کے بعد منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”اے دوستو! جو پڑھتے ہو اُم الکتاب کو“ مکرم مرشد احمد ڈار صاحب (استاد جامعہ احمدیہ قادیان) نے پڑھ۔اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ”اسلامی پردہ اور اس کی ضرورت اہمیت و برکت“ پر محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب (ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ) نے کی۔اسی اجلاس کی دوسری تقریر محترم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ) کی بعنوان ”نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کی اہمیت وبرکت“ پر ہوئی۔ بعد ہ تاثرات و تعارفی تقاریر مہمانان کرام ہوئیں۔اس اجلاس کی آخری تقریر ”اسلام میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت اور برکت“ کےعنوان پر محترم مولانا پی ایم رشید احمد صاحب (ناظر بیت المال خرچ قادیان) نے کی۔مرکزی اعلانات کے بعد اس اجلاس کی کارروائی کا اختتام ہوا۔

دوسرا دن دوسرا اجلاس

اس اجلاس کی صدارت محترم سید تنویر احمد صاحب (صدر مجلس وقف جدید قادیان) نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید سورۃ النمل آیت 61 تا64 مع اردو ترجمہ بالترتیب مکرم حافظ لقمان احمد تقی صاحب اور مکرم عطاءاللہ نصرت صاحب (نائب ناظر بیت المال آمد) نے پیش کیا۔اور منظوم کلام حضرت مصلح الموعود رضی اللہ ”بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں“ مکرم سعید احمد ملکانہ صاحب نے اپنی ٹیم کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان امن عالم اور اسلام بزبان پنجابی حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کی روشنی میں مکرم مبشر احمد خادم صاحب (استاد جامعہ احمدیہ قادیان) نے کی۔

25/دسمبر 2022ءبروز اتوار تیسرا دن پہلا اجلاس

اس اجلاس کی صدارت محترم مولانا منیر احمد خادم صاحب (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند) نے فرمائی۔تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ فاروق اعظم صاحب سورۃ آل عمران آیت نمبر 3 تا6 اردو ترجمہ مکرم منصور احمد مسرور صاحب (ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان) نے پیش کیا۔نظم منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ ”وہ قصیدہ میں کروں وصل مسیحا میں رقم“ مکرم تنویر احمد ناصر صاحب (نائب ناظر نشرواشاعت) نے خوش الحانی سے پیش کیا۔اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان ”خلافت عافیت کا حصار“ محترم مولانا کے طارق احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت وانچارج شعبہ نورالاسلام) کی ہوئی۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر ”تبلیغ اور دعوت الی اللہ کی اہمیت اور برکات“ کےعنوان پر مکرم مولانا نعمت اللہ نواز صاحب (نائب ناظم ارشاد وقف جدید) نے کی۔اس اجلاس کی آخری تقریر محترم عطاءالمجیب لون صاحب (صدر مجلس انصاراللہ بھارت) نے بعنوان ” حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات اور دعاؤں کے تعلق سے حضور انور کی تحریکات و نصائح“ پر کی۔اس کے بعد اس اجلاس کی کارروائی کا اختتام ہوا۔

تیسرا دن دوسرا اجلاس

اس اجلاس کی صدارت محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب (ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان) نے فرمائی۔تلاوت قرآن مجید مکرم سفیرالدین ایم بی صاحب سورۃ الفاطر آیت 2 تا6 ترجمہ اردو زبان میں ترجمہ مکرم مولانا محمد نورالدین ناصر صاحب (صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان) نے پیش کیا۔ مکرم نصرمن اللہ صاحب (نائب ناظر امور عامہ قادیان) نے منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ”کس طرح شکر کروں میرے سلطان تیرا“ ترنّم سے پیش کیا۔بعدہ محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے فرمایا جلسہ سالانہ قادیان کی بہت پہلے سے تیاری چل رہی تھی اور آپ لوگ بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے تیاری کر رہے تھے۔یہ جلسہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ شروع ہوا اور بڑی تیزی سے یہ ساعتیں گزر گئیں۔حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت و توجہ سے یہ جلسہ سالانہ قادیان عالمی جلسہ کا رنگ اختیار کر گیا۔کشمیر سے کنیا کماری تک کے احباب اس جلسہ کی رونق بنے۔بیرون ممالک سے بھی عشّاق احمدیت شامل ہوئے۔تینوں دنوں کے بابرکت ایام اختتام کو پہنچ رہے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ پروانے دو ایک روز میں واپسی سفر پر روانہ ہوں گے۔آپ نے انتظامیہ سمیت شاملین جلسہ اور جلسہ کی کامیابی کے لئے کوشاں جملہ احمدی مخلصین وغیر از جماعت سرکاری وغیر سرکاری افسران جنھوں نے کسی نہ کسی رنگ میں تعاون کیا،فرداً فرداً شکریہ ادا کیا۔صدر اجلاس کے اختتامی کلمات اور دُعا کے ساتھ یہ جلسہ سالانہ قادیان 2022ء اپنے اختتام کو پہنچا۔

قادیان دارالامان کے 127ویں جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نہایت بصیرت افروز وروح پرور خطاب آٹھ افریقی ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کے اجلاسات نیز چھ ممالک سے براہ راست تصویری مناظر کی ٹیلی کاسٹ خطاب سے قبل جلسہ گاہ قادیان بھرا ہوا تھا۔حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت میں ایوان مسرور اسلام آباد سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ جلسہ سالانہ قادیان کی اختتامی کارروائی تمام عالم میں براہ راست نشر ہوئی۔اس اجلاس کی کارروائی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہندوستان وقت کے مطابق چار بجے تشریف لائے جس وقت حضور انور تشریف لا رہے تھے اُس وقت حاضرین جلسہ گاہ کی سانسیں رُک گئیں اور آنکھیں ہلکی ہلکی نَم ہوگئی تھیں اور جلسہ گاہ میں خاموشی طاری ہوگئی۔حضور انور نے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد تمام احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش فرمایا۔تلاوت قرآن مجید سے اس اجلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کی سعادت مکرم فیروز عالم صاحب کو ملی۔آپ نے سورۃ البقرہ کی آیت 285 تا287 کی تلاوت فرمائی۔اور تفسیر صغیر سے اس کا اردو زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔بعدہ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”اے خُدا اے کارساز وعیب پوش و کردگار“ مکرم ناصر علی عثمان صاحب نے خوش الحانی سے پیش کیا۔قادیان دارالامان کے جلسہ سالانہ سے لگے اسلامی فلک بوس نعروں کی گونج میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ممبر پر رونق افروز ہوئے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کرتے ہوئے خطاب فرمایا۔ہندوستانی وقت کے مطابق چار بج کر بائیس منٹ پر خطاب شروع ہوا۔اور پورا ایک گھنٹہ جاری رہا۔آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ قادیان کے جلسہ میں ساڑھے چودہ ہزار حاضری ہے۔اور 37 ممالک کی نمائندگی ہورہی ہے۔اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو جلسہ سے فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے۔اور سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دُعا کرائی۔دُعا کے بعد قادیان دارالامان سے مختلف گروپس کی صورت میں مردانہ وزنانہ جلسہ گاہ سے مرد وخواتین نے اردو وعربی زبان میں ترانے پیش کئے۔

حضور انور نے برطانیہ میں اسلام آباد نیز بعض دیگر مقامات کی حاضری بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام آباد میں چودہ صد چھ حاضری ہے۔جبکہ مسجد فضل لندن میں چار صد افراد اور مسجد بیت الفتوح میں بارہ صد افراد جلسہ کی کارروائی دیکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔اس کے بعد حضور انور نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ مرحمت فرمایا اور ایوان مسرور سے واپس تشریف لے گئے۔اللّٰھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا في عمرہ وامرہ

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 22 دسمبر 2022ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد میں درج ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ بشارت مبین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد امجد جمیل صاحب (چیم۔یوکے)

19 دسمبر 2022 کو 64 سال کی عمر میں بقضائے الہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم کیپٹن چوہدری محمد شفیع صاحب (چک 103 ر۔ب برنالہ تحصیل وضلع فیصل آباد) کی بیٹی تھیں۔ جنہوں نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت مہمان نواز، غریب پرور اور ہر دلعزیز طبیعت کی مالک ایک مخلص خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ شہر وضلع فیصل آباد کی سیکرٹری ناصرات اور سیکرٹری تعلیم کے علاوہ نائب صدر لجنہ ضلع فیصل آباد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے شوہر کو بھی فیصل آباد میں مختلف جماعتی خدمتوں کی توفیق ملتی رہی اور آج کل یہاں دفتر امور عامہ جماعت یوکے میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم مظفر احمد صاحب ریٹائرڈ صوبیدار میجر (ربوہ)

6 اکتوبر 2022ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم ماسٹر اللہ بخش صاحب کے ذریعہ ہوا۔ جنہوں نے 1952ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ خلافت اور جماعت سے اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ آپ نے آرمی میں اور باہر بھی کبھی یہ بات نہیں چھپائی کہ آپ احمدی ہیں بلکہ خوشی سے خود بتاتے اور احمدیت کی تبلیغ بھی کرتے تھے۔ کہیں بھی پوسٹنگ ہوتی تو آگے یونٹ میں پہلے ہی پتہ ہوتا تھا کہ اس جگہ یا اس پوسٹ پر کوئی احمدی آ رہا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی بہت مخالفت بھی ہوئی اور بہت سی ترقیاں بھی روکی گئیں لیکن تمام حالات کا بڑے صبر اور حوصلہ سے مقابلہ کرتے رہے۔ آپ نے بہت سے جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ جہاں بھی جس وقت بھی ڈیوٹی کے لئے بلایا جاتا بڑی بشاشت سے جاتے اور بڑے اخلاص کے ساتھ خدمت بجالاتے تھے۔ دوران ملازمت آئیوری کوسٹ جانے کا بھی موقع ملا اور وہاں بھی جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم اطہر احمد صاحب (مربی سلسلہ) ہیں۔

2- مکرم محمود احمد مبشر صاحب ابن مکرم صوفی محمد دین صاحب (کراچی۔ حال ربوہ)

8 دسمبر 2022 کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے دادا حضرت میاں سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کچھ عرصہ نظارت بیت المال آمد ربوہ میں بطور کیشئر کام کرتے رہے۔ اس کے بعد ریلوے کی ٹریننگ مکمل کر کے حیدر آباد سٹیشن پر ملازمت اختیار کی۔ اس دوران آپ نے حضرت اللہ پاشا صاحب مرحوم کے ساتھ مل کر مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کو منظم کیا۔ بعد ازاں آپ کی پوسٹنگ کراچی ہوگئی اور جب تک پاکستان میں اجتماعات اور جلسے وغیرہ ہوتے رہے آپ کراچی جماعت کی ریلوے بکنگ کے انتظامات کیا کرتے تھے۔ کراچی میں مختلف عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت کے بعد جلسہ سالانہ یوکے پر جانے والے کراچی جماعت کے کارکنان کے ساتھ شعبہ مہمان نوازی میں چھ سات سال ڈیوٹی دیتے رہے۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ نمازوں اور تہجد سے عشق اور تلاوت قرآن کریم کی باقاعدہ عادت تھی۔ گھر میں تقریباً تمام جماعتی کتب کی لائبریری قائم کر رکھی تھی جس سے خود بھی فائدہ اٹھایا اور بچوں کو بھی مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں نو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم طاہر محمود مبشر صاحب (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ یوکے) کے والد تھے۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم افضل محمود صاحب بھی بطور مربی سلسلہ خدمت بجالا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: جاوید اقبال ناصر۔مربی سلسلہ جرمنی

’’مضمون بالا رہا‘‘ کی یاد میں ایک نشست

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق و مدد سے جماعت جرمنی اس کوشش میں لگی رہتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح راہ مستقیم کی راہ لوگوں کو دیکھانے کا فریضہ ادا ہوجائے اور اس زمانے کے امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا لایا ہوا پیغام دنیا میں رہنے والوں تک پہنچ جائے۔اس کاوش میں مجلس انصار اللہ جرمنی بھی اپنا معتد بہ اور وافر حصہ ڈالتی ہے۔اس سعی اور جدوجہد میں مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ایک ان میں سے یہ ہے کہ،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب’’ اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ میں بیان فرمودہ مضامین کو پھیلایا جائے اور اس میں بیان فرمودہ اسلام کے احکامات کی حکمت وفلاسفی سے دُنیا کو روشناس کروایا جائے۔ان پروگرامز کو کروانے کا سہرا جماعت جرمنی کی ذیلی تنظیم انصار اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔اس سال اس عنوان کے تحت جرمنی بھر کی مجالس نے بھرپور پروگرام کروائے اور ’’مضمون بالا رہا‘‘ کی بازگشت جرمنی بھر میں سنی گئی۔ ہماری باری اس پروگرام کو کروانے کی مؤرخہ 23/ نومبر 2022ء کو تھی۔ اس پروگرام کے روحِ رواں تو ہماری تنظیم کے زعیم مکرم ڈاکٹر عاصم محمد طارق صاحب تھے۔لیکن تبلیغ کے میدان میں شوق و ذوق سے اپنا حصہ ڈالنے والے ہماری جماعت کے صدر صاحب مکرم طاہر احمد ظفر سب سے آگے نظر آئے۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کو شامل کرنے کے لیے انصار اللہ میں شامل دوستوں نے اپنے پیارے آقا کی خدمت میں خطوط بھی ارسال کیے۔ جہاں عاملہ کے ممبران کی میٹنگز ہوئیں،وہاں دوسرے احباب کے مشورہ جات کو بھی شامل کر کے پروگرام ترتیب دیا گیا۔مرتب شدہ پروگرام کی تشہیر و منادی کرنے کے تمام ممکنہ اقدام اُٹھائے گے۔مقررہ تاریخ اور دن پر مہمانوں کا مسجد حمد Wittlich کے دروازے پر خوش دلی سے استقبال کیا جاتا رہا۔ جو مہمانان کرام وقت مقررہ سے قبل تشریف لاتے رہے انہیں گرم گرم coffee پیش کی جاتی رہی۔ طے شدہ وقت پر اس تقریب کا آغاز ہوا۔صدارت کرنے کی توفیق صدر صاحب جماعت کو ملی۔تلاوت قرآن کریم مکرم Kasim Dalkilic نے بڑی پیاری آواز میں کی اور جرمن ترجمہ پیش کرنے کی سعادت بھی انہی کے حصہ میں آئی۔ اس کے بعد جرمن زبان میں تیار کردہ ایک ویڈیو دیکھائی گئی،جس میں جماعت جرمنی کی activities2019ء کی ایک مختصر جھلک پیش کی گئی تھی۔

بعدہ مکرم انصر احمد صاحب مربی سلسلہ کو بلنز نے پروگرام میں جان ڈالی اور اپنی دھیمی اور پیاری آواز میں اس کتاب میں موجود فلسفہ اور حکمت کو اُجاگر کیا اور ان کی مدد مکرم فائز احمد صاحب مربی سلسلہ نے video project کے ذریعہ کی۔ جب سوالات کا موقع مہمانوں کو دیا گیا،تو معززین نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا اور کھل کر سوالات کیے۔ جوابات دینے میں معاونت مکرم صدر صاحب جماعت اور خاکسار نے کی۔نشست کے آخر میں مہمان داری کی گئی اور پاکستانی کھانے پیش کیے گئے۔ کھانا کھانے کے دوران بھی مہمان پرور اپنے مہمانوں کے ساتھ رہے اور اُن کی گفتگو میں اس کتاب میں موجود حکمت آموز اور حکمت آمیز باتوں کی چاشنی ڈالتے رہے۔ جونہی مہمانانِ گرامی واپس جانے کے لیے تیار ہوتے تو اُن کو ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ پیش کی جاتی رہی۔جس کو انہوں نے خوش دلی اور مسرت سے قبول کیا۔اس پروگرام کو کامیاب کرنے میں خدام الاحمدیہ کے ممبران نے بھی سعادت پائی۔شعبہ ضیافت کی ٹیم نے مکرم قمرالزمان سیکریٹری صاحب ضیافت کی نگرانی میں مکمل تعاون مہیا کیا اور یوں یہ پروگرام اپنی برکات بکھیرتا ہوا اختیام پذیر ہوا۔ جرمن مہمانان کرام کی تعداد 16 نوٹ کی گئی۔اللہ تعالیٰ سے عجزو انکساری سے دعا کی جاتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ سب سرگرمی سے کام کرنے والوں کے کام میں برکت پیدا کردے اور ہم سب کو اس قابل بنائے کہ ہم سب اس کتاب میں موجود فلسفہ اور حکمت کی باتوں کو خود سمجھتے ہوئے دوسرے کو بھی سمجھانے والے ہوں۔ آمین

ایک سبق آموز بات

دین اور دنیا

جو شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا اللہ تعالیٰ دنیا اس کے قدموں میں ڈال دے گا اور فراخی کے دروازے اس پر کھول دئے جائیں گے۔

(مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔قادیان)

فقہی کارنر

بیمار کا مسلسل اخراجِ ریح ناقضِ وضو نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔حضرت خلیفہ المسیح اوّلؓ بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحبؑ نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے مَیں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضورؑ نے فرمایا حکیم صاحب! آپ کی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں حضور!۔فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو نواقضِ وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 614-615)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

05/ جنوری 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:38	17:52
مدینہ منورہ	05:44	17:47
قادیان	06:02	17:38
ربوہ	05:42	17:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:36	16:10